بزم اشرف کا چراغ

حضرت مولانا مشرف علی عارف فاروقی تھانوی اشرفی علیہ الرحمۃ سے سب سے پہلی ملاقات اب سے تیس سال قبل مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے سالانہ اجتماع کے موقع پر جامعہ اشرفیہ لاہور میں ہوئی تھی۔اس کے بعد بارہا ملاقاتیں ہوتی رہیں، حج وعمرہ کے مواقع پر بھی اور مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں بھی،اور جب جب ملاقات ہوتی تو یہ محسوس ہوتا کہ خانوادۂ اشرفی کے یہ چشم و چراغ حکیم الامت، مجدد الملت، محی السنہ والشریعہ والطریقہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فہم ومزاج اور ذوق وطبیعت کے صحیح معنی میں ''عارف'' اپنے چھوٹے نانا محدث، فقیہ، شیخ الاسلام والمسلمین مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ''دین وسیاست'' کے محرم اسرار اور اپنے استاذ وخسر شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ومعارف کے جامع ومرتب، اپنے مرشد ومصلح حضرت ڈاکٹر عبدالحیء عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت واجازت سے مصفّٰی ومجلّٰی ہوکر تعلیماتِ اشرفیہ کے ترجمان وشارح اور اپنے والد ومربی فقیہ العصر مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ وادب میں وارث وامین ہیں۔مزید برآں حضرت مولانا نسبی حیثیت سے تھانہ بھون و دیوبند کے شیوخ فاروقی وعثمانی خاندان سے ددھیالی ونھیالی نسبت رکھتے تھے۔الناس معادن کمعادن الذهب والفضة الخ (الحدیث)۔

دوسری ملاقات میں حضرت عارف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں یہ نہایت اصولی بنیادی اور ضروری بات فرمائی کہ ''اصلاحِ نفس مستقل فن ہے''۔(جیسے حصول صحت جسمانی کے لیے فنِ طب ضروری ہے،اسی طرح حصول صحت روحانی کے لیے فنِ تصوف لازم ہے) حضرت عارف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت وثوق سے حضرت حکیم

الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ''مطب اشرفی'' (برائے معالجہ اصلاح نفوس) کے نبّاض و آشنا اور اشرفی فکر و عمل کے سمجھنے والوں میں سر فہرست حضرت مولانا حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیتے تھے۔ (جو حضرت حکیم الامت کے صف اول کے شاگرد رشید اور خلیفہ معتمد ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خسر محترم بھی تھے، جن کے زیرِ اصلاح و تشخیص (روحانی وجسمانی) پاکستان میں حضرت مولانا مفتی محمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور ہندوستان میں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزمِ اشرف کے روشن چراغ بھی رہے ہیں۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فکری یادگار: حلیہ اشرفی، مجالس الحکمۃ، حل الانتباہات المفیدۃ، اصلاح الطب، طبی جوہر اور بہشتی زیور کے نویں حصے میں دوا علاج کا مختصر و جامع طریقہ۔

یہاں یہ نقل کرنا بے محل نہ ہوگا کہ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خداداد ذہانت و ذکاوت اور ایسی عجیب و غریب قوتِ ادراک حاصل تھی کہ تعجب ہوتا ہے، وہ مریضوں کا محض قارورہ دیکھ کر ہی مومن اور کافر کے قارورہ کا فرق، اسی طرح مریضوں کی صرف نبض دیکھ کر ذاکر و غافل سمجھ لیتے تھے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تانہ بخشند خدائے بخشندہ

آخری ملاقاتوں میں حضرت عارف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ گفتگو چند باتیں ارشاد فرمائیں:

فرمایا: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''ربانیین'' کا مصداق صاحبِ علم وحکمت فقیہ کو قرار دیا ہے۔

فرمایا: اگر کوئی موبائل کی اسکرین پر قرآن کریم پڑھے تو وہ اسے بے وضو بھی چھو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اصطلاحِ شریعت میں مصحف مکتوب کا مصداق نہیں ہے۔

اسی مجلس میں احقر نے مرشدی حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ

علیہ کا یہ ارشاد سنایا کہ چھوٹے کے لیے اس کے بڑے مقوی ہوتے ہیں اور بڑے کے لیے اس کے چھوٹے مفرح ہوتے ہیں، تو بہت محذوذ ہوئے۔ احقر نے دو سال قبل بوقتِ ملاقات خیریت دریافت کی تو یہ جواب دیا تھا: بطن الارض خیر من ظهرها۔

(جسے احقر بعد میں سمجھ سکا کہ اس جواب سے کیا مراد تھا) احقر چھ ماہ قبل جس وقت ان سے ملنے کے لیے دار العلوم اسلامیہ لاہور میں ان کی قیام گاہ پہنچا تو نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے ملے۔ سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میں تو مجموعہ امراض ہو رہا ہوں۔ پھر اپنے تمام جسمانی عوارض و امراض اور اس کے اسباب و علامات کی تفصیل سنائی، جسے سن کر احقر متاثر اور متفکر ہوا، پھر فرمانے لگے جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ اتنی دور سے محض محبت اور تعلق میں آ رہے ہیں تو میں یہ خبر فرحت اثر سن کر جی اٹھا۔ اور اب ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں ہے۔ احقر نے عرض کیا:

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

یہ سن کر مسکرائے۔ اس کے بعد احقر نے اہلِ مجلس کو چند اشعار سنائے جنہیں سن کر وہ سب بہت محذوذ و مسرور ہوئے۔ مثلاً یہ شعر جو حضرت مولانا سعد اللہ صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ (سابق ناظم مدرسہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی ہند) کا نہایت پسندیدہ شعر ہے۔

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا — بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

اسی طرح شاہ لطافت علی شیخ پوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر

آس میں آیا ہوں تیرے فضل کی — تاب میں رکھتا نہیں ہوں عدل کی

(سنا ہے کہ اس مضمون کو حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان میں یوں فرمایا کرتے تھے کہ "وہ فضل کرے تو چھٹیاں اور عدل کرے تو لُٹیاں")۔

اور یہ شعر جو حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ سراج الیقین کرسوی رحمۃ اللہ علیہ (مولانا شاہ صادق الیقین رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار) کے نام

اپنے زیر مطبوعہ مکتوب کی پیشانی پر تحریر فرمایا تھا۔

اے خامہ نیاز نہ چلنے سے تو مچل   یعنی مقام ناز ہے جس چال چاہے چل

حضرات عارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا اشعار سن کر حضرت عارف رحمۃ اللہ علیہ کی عارفانہ کیفیت متاثر اور شاعرانہ طبیعت متحرک ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ چنانچہ انہوں نے بھی فوراً پنجابی میں چند عارفانہ اشعار سنائے جنہیں سن کر دوسرے اہل مجلس اور سامعین جو پنجابی زبان سے واقف تھے وہ حضرات متاثر ہوئے اور احقر ان کا ترجمہ ومطلب معلوم ہونے کے بعد محظوظ ہوا۔

حضرت مولانا نے ایک مرتبہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں بیان کے دوران فرمایا کہ حدیث شریف میں: من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ارشاد فرمایا گیا ہے، یعنی جب کسی امر منکر کو دیکھو تو اس کے بجائے امر معروف بتلا دو، محض منکر پر نکیر کافی نہیں بلکہ اس کا متبادل بھی بتلا دینا چاہیے۔

حضرت مولانا نے اپنے احباب کی مجلس میں ایک لطیفہ نما یہ واقعہ بھی سنایا کہ درسِ قرآن کے دوران ایک سرحدی عالم نے بیان فرمایا کہ قرآن کہتی ہے: فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ، کہ عورتوں میں سے جو تم کو اچھا لگے اس سے نکاح کرو، دو سے نکاح کرو، تین سے نکاح کرو، چار سے نکاح کرو اور اگر تم بالکل ہی بے غیرت ہے تو کم از کم ایک ہی سے نکاح کرو۔ حضرت عارف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو اپنے علمی و فکری افادات و افاضات کے ساتھ ساتھ اوائل رجب 1420ھ میں ازراہِ حسن ظن محض شفقت بزرگانہ کی بنیاد پر روایت حدیث کی اجازت بھی عطا فرمائی تھی۔ نیز حضرات چہار درویش (حضرت تھانوی، حضرت عثمانی، حضرت کاندھلوی، اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہم) کے کتب و رسائل اور مواعظ و ملفوظات بھی وقتاً فوقتاً عنایت فرمائے۔ چنانچہ حسب معمول آخری ملاقات میں بھی آپ نے

اصلاحی موضوع پر اپنے گراں قدر رسائل مرحمت فرمائے ۔ مثلاً مواعظِ عارف کا مجموعہ، اہل اللہ کی صحبت، طریقہ اصلاح وتربیت، غصہ اور حسد کا علاج، مقصد خانقاہ، تربیت کے تقاضے، وساوس کی حقیقت، فکر اصلاح، مقصد زندگی، تقوی کی حقیقت، حفظ قرآن کی اہمیت وافادیت، تبلیغ ونصیحت کا طریقہ، راہنمائے حجاج، ذوقیات (مجموعہ کلام عارف)۔

فجزاهم الله تعالى فى الدارين احسن الجزاء۔

فکرِ اصلاح باطن (جو سلوک اشرفی پر مشتمل حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا پسند فرمودہ رسالہ ہے)۔ راہنمائے حجاج (والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام ''بہترین رہنمائے حجاجِ مسافرین'' تجویز فرمایا تھا)۔ اور فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دینی مدارس کے اصلی مقاصد'' (جو دینی مدارس کے لیے بنیادی دستور کی حیثیت رکھتی ہے)۔ حضرت والدی مولانا مفتی عبدالقدوس رومی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذی مفتی مظفر حسین اجراڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش وفرمائش پر احقر راقمِ سطور نے ہندوستان میں بھی شائع کی تھی۔ حضرت عارف تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان مختصر و نافع رسائل کی خصوصیت یہ محسوس ہوئی کہ عامۃ المسلمین کے لیے ان میں علمی غامض اور دقیق اصطلاحی زبان استعمال کرنے کے بجائے بالکل عام فہم سادہ اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے۔ اور ان رسائل میں سلوک وتصوف اور اصلاح وتربیت کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی تمام علمی فکری عملی حالی خدمات اور حسنات کو قبول فرمائے اور ہم سب کی طرف سے ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، ان کے افادات وافاضات کو ان کے گرامی قدر برادران مدظلہم اور اولاد و بنات سلمہم نیز متعلقین و منتسبین کے ذریعے مستفیدین و مستفیضین کے لیے جاری وساری رکھے، آمین۔